

۶۲۵

ایک محرب دار برآمدے کے اوپر "ہوٹل ایڈل" کا برد اب بھی موجود تھا۔ اس نے تھی لیکن اس کے اندر وقت سراشت کرچکا تھا اور وہ تو مجھ میں بھی کرچکا تھا... میں وہ تو نہ تھا جو کہ کبھی تھا... وہ کوئی کھڑکی تھی؟... شاند وائیں سے تیسری... میں اگر اندر چلا جاتا تو بتا سکتا تھا کہ کوئی کھڑکی... کیونکہ میں نے تو صرف اندر سے دیکھا تھا... .

"ہو پر زرہت" سڑک کے دوسری جانب کے برآمدے میں تھا.... اور سٹ بیورو والوں کا کہنا ہے کہ آپ کے ہو سٹل میں کیپینگ کی شبیت بھی کم کر کے پر رہائش دستیاب ہے... میں نے اندر جا کر کاٹسٹر پر ایک تباہ حال بوڑھے کو پایا۔ اب مسلسل چھٹت کو گھوڑ رہا تھا۔

میں بعد میں بھی نہ جان سکا کہ یہ شخص چھٹت کو کیوں دیکھتا رہتا ہے۔ اس نے ایک فارم نکالا اور پر کرنے لگا... نام... پتہ... شہریت... .

پاسپورٹ نمبر: ..

"یہاں دستخط کر دو اور دوسری منزل پر چلے چاؤ؟"

ایک دیسح ہال میں ڈار میری طرز پر نیچے اوپر تیس چالیس بیتر لگے تھے بیشتر لوگ ابھی تک سورجے تھے اور چمکتے فرش کے باوجود فضنا میں ایک نامعلوم بامداد تھی۔ میں نے سڑک پر کھلتی بڑی کھڑکی کے قریب بیتر کو خالی پایا اور اپنا سامان رکھ دیا۔ سامنے ہوٹل ایڈل کی کھڑکی نظر آرہی تھی اور وہ میری سطح پر تھی... دہان اب کون تھا... شاند کوئی خانہ بد دیں، کوئی اور جیسی... اس کے پردے گرے ہوئے تھے... .

"کھڑکی بند کر دو" جیسی نے آگے بڑھ کر کواٹ بند کر دیئے۔ گرے میں راشنی ہم ہو گئی۔

"باہر دیکھنے کے لئے کچھ منہیں؟"

"میں ان کھڑکیوں کو دیکھ رہا ہوں جو عمارت پر پینٹ کی ہوئی لگتی ہیں" میں

نے پھر کو اڑکھوں دیئے۔

”اور دیکھو“ میں ذرا آگے ہو کر دایکن جانب دیکھنے لگا۔ یہاں سے بازار کے آخر

میں واقع چوک کو رکلا کہ ٹادر بھی نظر آتا ہے۔“

یہی کھڑکی تھی جو اس کھڑکی سے پینٹ کی ہوئی دکھائی دیتی تھی... کھڑکی سے باہر

جھانکنے کی خواہش مجھ میں گم ہو چکی تھی۔

صیپی نے میری کمر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پرے دھکیل کر پھر کو اڑپنڈ کر

دیئے۔ یہاں سے کچھ بھی نظر نہیں آتا... بس کھڑکی مت کھولو۔“

بُوم پلاتز شہر سے خاصے فاصلے پر تھا...“

ایک چار منزلہ جدید عمارت کے ماتھے پر بڑے حرفوں میں صیپی کی کار دباری فرم

کا نام درست نظر آگیا۔ دہاں پیش کر اپنی سماقت کا احساس ہوا۔ سفر میں دونوں کا تھا۔

تدرستہ نہیں، میں اتار کے روز آگیا تھا اور آج پھٹتی تھی۔

میں ادھر ادھر تابک جھانک کر رہا تھا کہ ایک بوڑھا کہیں سے نمودار ہو گیا اور

مجھ پر برس پڑا۔ چونکہ وہ جرمن میں برس رہا تھا اس لئے میں زیادہ بھیگا نہیں۔ میں نے

اسے سمجھا نے کی کوشش کی کہ میں جیپی کا جانتے والا ہوں اور اپنی ڈاک دھول کرنے

کے لئے آیا ہوں۔ اس دوران اس کی یوں اور ایک خوب خوب پلی ہوئی بیٹھی بھی آ

گئی۔ اس پلی ہوئی بیٹی کو انگریزی کے چند لفظ آتے تھے۔

”ونتر پنڈ ہے“ اس نے امک امک کرتیوں لفظ جوڑے۔

”وہ تو میں دیکھ رہا ہوں“ میں نے چلا کر کہا۔“ میں یہاں اپنی ڈاک لینے آیا ہوں۔

اور کیا آپ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہیں؟“

”جی مہربانی کر کے کیا فرمایا آپ نے؟“ وہ جلدی سے بولی۔“ میں نے دوبارہ

بتایا کہ کیا چاہتا ہوں۔

”مٹھریئے“ وہ عمارت کے اندر پلی گئی... پڑھا اور اس کی بیوی مجھے دیکھتے رہے۔
”آئیئے“ وہ باہر آئی۔

”چلئے“ میں اس کے ہمراہ اندر چلا گیا۔

”فن“ اس نے ایک فون کا پروگرام مجھے تھا دیا۔ ”آپ بولئے“
”بھیلو...“ میں نے ذرا بلند آواز میں کہا۔ دیکھتے میں پاکستان سے آیا ہوں اور جپی
کا درست ہوں اور براہ کرم اپنے پوکیدار سے کیجئے کہ میرے نام کے آئے ہوئے
خطوط میرے حوالے کر دے.... آپ جپی کو جانتے ہیں نا؟“
دوسری جانب سے ایک بے اختیار ہنسی کے درمیان میں مجھے اپنا نام سنائی
دیا۔ یہ تو جپی خود تھی۔

”تم تو چھٹیاں منانے کے لئے فرانسیسی روپیہ رجا چکی تھیں...“

”منیں نہیں میں بیسیں ہوں...“ وہ سہنتی جا رہی تھی۔ ”جپی تو تم مجھے کہتے ہو
بیو قرف آدمی۔ میرا ستاف تو مجھے میرے خاندانی نام سے ہی جانتا ہے نا۔ جس
احمق کھڑک نے تمہارا فون سنا اس نے سمجھا کہ شاہ تم میری چھوٹی بیٹی کے بارے میں
دریافت کر رہے ہو... بعد میں مجھے معلوم ہوا... اور مجھے فکر تھی کہ کہیں تم میری
عیز موحودگی کی بنابر سینٹ گو تھارڈ سے ہی واپس نہ چلے جاؤ...“
”ویسے میں صرف تمہارے لئے تو سو میٹر لینڈ نہیں آیا...“ اسے برلن میں

پاکر مجھے بے حد مسترت ہو رہی تھی۔

”اگر تم سو میٹر لینڈ کی سرحد پار کرتے ہو تو تم میرے سماں ہو“ وہ نان ستاپ
سہنتی جا رہی تھی۔ چاہیے تم میرے لئے یہاں آئے ہو یا نہیں... کہاں مٹھرے
ہو؟ کیا میں تمہارے لئے رہائش کا بندوبست کروں؟“
میں نے اُسے ہو سٹل کا نام بتایا۔

”غیر معروف جگہ ہے... بھر حال تلاش کر لون گی۔ اس وقت میں مصروف ہوں۔ شام پہنچنے آؤں گی“

وہ ایک ہوس گھر ہی کی طرح پورے چھبجھے میرے ہو سٹل کے دروازے پر تک ٹک کر رہی تھی۔۔۔ پہلے سے قدرے دبلی اور سمارٹ البت و انٹول اور بالوں میں ایک ماندگی تھی جیسے ایک دشمنی جا نہ رائیک عرصے تک قیدر ہے تو اس کی آنکھیں بھی بھی سی رہنے لگتی ہیں۔ جیسی بھی اپنے دشمنی جذبوں کو کاروباری قید میں کھو چکی تھی ایک عرصے سے....

”تم شیک لگ رہے ہو...“ اس نے پُرستت نظروں سے میرے پر چہرے کو جانچا۔ ”اور تم کیسی ہو؟“

”پہلے سبقتے میرے ڈاکٹر نے تفصیلی جسمانی معائنے کے بعد مجھے ایک گھوڑے کی طرح فٹ قرار دیا ہے... جو حسبِ معمول قعده لگا کر بولی اور پھر فردا فردا میرے خاندان کے بارے میں پوچھنے لگی۔ میرا بہت بھی چاہتا ہے کہ میں اُن سب سے دوبارہ ملوں...“ اس نے گھر ہی دیکھی۔ ادھ مجھے ابھی تمہارے ڈاز کا انتظام کرنا ہے... آؤ۔“

کار میں بیٹھ کر میں نے ”ہو مل ایڈر“ کے بورڈ کی طرف دیکھا۔ وہ گھر کی ابھی تک سے جیسی...“

”ہوں؟“ وہ پونک گئی۔ کوئی کھڑکی؟“ اس نے ادھ دیکھے بنہر جا بھی گھما کر کار سٹارٹ کر دی۔ ہاں... میں جب بھی یہاں سے گزرتی ہوں...“ میری آنکھیں اُسے دیکھتی ہیں۔ میں بھولی نہیں.... تم اس سڑک پر کیوں نہ ہرے؟“

”ہو سٹل بہت سستا تھا اس لئے... ادھ مجھے معلوم نہ تھا کہ... ویسے وہ جگہ تو گم ہو چکی ہے جیسی... یہ تو اس کی پرچانیاں ہیں...“

”جذباتی تقریر...“ وہ بکدم بول اٹھی...“ اور ہاں تمہارا ڈز“

ہر چند سو گز کے فاصلے پر وہ کارروک کرز دیکی سٹریٹ میں پلی جاتی اور خواراک کے

پلندے اٹھائے باہر آ جاتی ”تمہارا ڈز...“

بیسی کا گھر برلن سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلے پر تھا....

دو بیٹوں کا گھر دھیمی امارت کی مکان لئے ہوئے تھا... پڑنا فری پر بھاری پر دے، دبیز ٹرکستانی قالین۔ سفری فریموں میں بڑے آئینے اور ٹیک ڈکا ایک سیاہ ٹک شیفت جس کے خالوں میں بے شمار کتا بیں تھیں اور ان میں پہندا ایسی کتابیں جو اور دیں تھیں... میری لکھی ہوئی ...

”بیٹھو“ اُس نے کہا اور خود کچن میں چلی گئی۔

میں سخوڑی دیر بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر کچن میں چلا گیا۔

”تمہارا ڈز“ اُس نے گیس رینچ پر چند فرائی پین رکھے ہوئے تھے اور ان میں سے پتہ نہیں کیا تلا جا رہا تھا۔ تم یوں کر دکر...؟ وہ تیزی سے نکلی اور ایک درازی سے ایک بھاری چابی نکال کر میرے حوالی کر دی۔ تم پیچے تھا نے میں سے اپنی پسند کا مشرد ب لے آؤ میں اتنی دیر میں کھانا تیار کرتی ہوں یہ

پیچے تھا نے میں اندرھیرا اتنا... میں نے لاٹھ جلا کر جائزہ لیا... مختلف طبوた کے کریٹ رکھے ہوئے تھے... ایک جانب غیر مندرجہ اشیاء کا ذہیر تھا، میں نے اپنی پسند کے مشرد بات اٹھائے اور باہر آنے لگا... اور تب میں نے تھا نے کے کونے میں... اُس ذہیر پر اپنی ایک پرانی قمیض کو دیکھا... یہ ایک ادنی قمیض تھی... سیاہ اور دیسلی چار خالوں والی... اسے میں نے آسمٹن ریڈ لینڈن کی سالانہ سیل میں خریدا تھا اور سوٹنڈر لینڈ میں اگر کہ پہلی مرتبہ پہنا تھا... جب میں برلن سے زیورچ پہنچا تھا تو یہ میرے ڈک سیک میں منیں تھی اور میں نے جانا کہ گم ہو گئی ہے... اور یہ میاں تھی...“

چیزی کے تھے خانے میں پڑا نے اور غیر ضروری کامیٹھے کباؤٹ کے ڈھیر پر...
میں مشروب اٹھا کر اور پر آگیا۔

وہ گیس رینج اور فریج کے درمیان ایک مشین کی طرح حرکت کر رہی تھی۔
میرے ڈنر میں زعفرانی چاول تھے، گوشت کے مصالحے دار قلتے، پنیر میں فراہی
کی ہوئی مچھلیاں اور پستہ نہیں کیا گیا تھا۔ کھانے کے دوران وہ ایک بلکل کی طرح میرے
سر پر سوار رہی "اور کھاؤ... تم بہت کمزور نظر آ رہے ہو... کیا میں بزرگست گک
نہیں ہوں۔ اس قسم کا کھانا تمہیں کہیں نہیں ملے گا کیونکہ یہ ایک کاک ٹیلی ہے اُن
کھاڑیوں کی جو مجھے دنیا کے مختلف ملکوں میں پنڈ آئے...؟"
کافی کے لئے ہم ڈرائیور میں آگئے۔

"اب بتاؤ کہ تم سوئزر لینڈ میں کیا کر رہے ہو؟"
"بو پہلے کرتا تھا... آواہ گردی...؟" میں نے اُسے اپنے سفر کی روایات سنائی۔

"اور یہاں سے واپس جاؤ گے؟"

"نہیں... بھرمنی اور سویٹن"

"کیسے؟"

"پنج ہائیکے کے ذریعے" وہ ناک پڑھا کر کہنے لگی "تمہیں اس طرح دھکے کھانے
میں کیا چار م نظر آتا ہے... کیا تم آرام وہ طریقوں سے سفر نہیں کر سکتے؟"
میرے پاس حسب محول پیسے کم ہیں... اور نیوں بھی زندگی میں جتنی خوبصورتیاں
ملیں وہ پنج ہائیک کی وجہ سے ہی ملیں... اور ان میں تم بھی شامل ہو۔"

"نہیں" وہ زور سے ہنسی "میں خوبصورت نہیں ہوں... سب لوگ کہتے ہیں کہ تم
جو اُن میں بہت بے ہنگم اور دھشی ہوتی تھیں... نہیں میں اُن دنوں خوبصورت
نہیں تھیں"

”بے پہنچم اور وحشی ہونا ہی تمہاری خوبصورتی تھی...“

”دیکھو تم اٹھینا سے سارا یورپ دیکھو۔ میں کل ہی اپنے ٹریول ایجنسٹ سے تمہیں ٹرین کا نکٹ خرید دوں گی اور تمام ملکوں میں اپنے کار و باری را بطور کوششیکس کے ذریعے تمہاری آمد کی اطلاع کر دوں گی... وہ تمہارا خیال رکھیں گے...“

”منیں... اس مرتبہ منیں جیسی...“

”کیوں اس مرتبہ کیوں منیں... اور تمہیں پتہ ہے صرف تم مجھے جیسی کہتے ہو... اور کہنی منیں کہتا؟“

”شاندار اس لئے کہ کسی اور کی ملاقات اس جیسی سے منیں ہوئیں... صرف میری ہوئی...“

”تم انکار منیں کرو گے“ اس نے پھر موضوع بدل دیا۔ اُس کی حاکیت برقرار تھی ”تم جو منی سوٹر لینڈ میں داخل ہوتے ہو میری ذمہ داری بن جاتے ہو... شیر کل سبع تم کیسینر پلاتز میں میرے ذاتی دفتر میں آجانا... پھر طے کر لیں گے...“

تپانی پر ایک ڈھلتی عمر کے خزانٹ پھرے کی تصور تھی۔ اور یہ جانی تھا جیزینڈا فریزندہ اور بزنڈ پارٹنر... وہ دونوں قدیم مصری زادرات کا کار و بار کرتے تھے... جائز کم اور شاندار جائز زیادہ...“

”کیا تم اب بھی شادی شدہ ہوئے جیسی نے یکدم پوچھا۔

”میں چہ میں نے سینے پر تھیلی جما کر حیرت سے کہا ”ہاں... کیوں؟“

”میں یہ سمجھا پوچھا تھا کہ...“

”ہم لوگ تو ایک مرتبہ شادی شدہ ہو گئے جیسی... خوش... ناخوش... رنجیدہ اور راضی... ہو گئے تو ہو گئے“

”تمہارے بیٹے کیسے ہیں؟ تمہاری طرح ہیں؟“

”میں نے بڑوے میں سے ایک تصویر نکالی...“

"اوہ یہ کتنے تمہاری طرح ہیں... اُس نے میری طرف دیکھا اور ان نظروں سے دیکھا جن میں رات کا شام بہت تھا جیسے وہ اندر میرے میں سلگنے والی نظریں ہوں۔ قمر ان سے بہت محبت کرتے ہو گے؟"

"میں دراصل ان کی دادی جان ہوں" میں نے مسکراتے ہوئے کہا "اور میں ان کو دادیوں کی طرح چاہتا ہوں... اور میں ان کے بارے میں تم سے زیادہ بات نہیں کر سکتا کیونکہ اس طرح شاہزادہ میری آنکھوں میں آنسو آ جایا میں" "پس؟ وہ بولی "یر قو نذر فل ہے... اور میں ان کے لئے تختے بھجوں گی..." آج بھی اخرو دن کی لکڑی کی ایک میز پر دہ کلاک رکھا ہوا ہے جو اُس نے میرے بیٹے کے لئے بھیجا اور اُس کے نیچے شاہزادہ بھی تک وہ چٹ لگی ہو گی جس پر "آئی بیسی کی طرف سے" لکھا ہوا ہے..."

"تم یوں تنہار سپتے ہوئے اکتا نہیں جاتیں جیسی؟"

"کون میں؟ وہ ایک مرتبہ پھر بڑی طرح چونکی" نہیں نہیں... عام طور پر خانہ میرے ساتھ ہوتی ہے لیکن وہ زخمی ہے غریب شے۔ بہپشاں میں داخل کر دایا ہے اس کی دُم میں زخم آگیا ہے"

"دُم میں؟"

"ہاں سڑک پار کر رہی تھی تو کسی بد سخت درا میر نے... اس کی دُم پر سے پتہ گلدار دیا... وہ زبان سے پیچنے خُن کرتی ہوئی کہنے لگی" کل اُسے دیکھنے چلیں گے... اور کافی لوگے؟ وہ انتظار کئے بنیا ایک اور پیالی بھر لائی "اسے پیو اور چلے جاؤ کل صبح کیسینو پلازا آ جانا۔ میں دفتر سے چھٹی کر لوں گی اور پھر پکنک کے لئے کہیں چلیں گے" ہوشیل کے دروازے کے سامنے کار روک کر اس نے پہلے "ہوشیل ایڈریلی گھر کو دیکھا اور پھر میرے گاں پر ہتھیلی رکھ کر کہنے لگی" میں ہمیشہ کہتی ہوں کہ میں تمہیں لئے

عرصے سے جانتی ہوں کہ ہم ساتھ ساتھ جوان ہوئے اور اب... کیلیہ و نڈر فل نہیں
کہ ہم اب تک قریبی دوست ہیں؟"

"ونڈر فل" میں نے مشینی انداز میں جواب دیا اور کار کا دروازہ کھول کر فٹ پا تھپر
اگیا۔ ہوشیل کے اندر تمام روشنیاں گل ہو چکی تھیں۔

میں ہال کر کے میں داخل ہوا تو دروازہ کھلنے کی آواز پر مختلف بستروں میں سے
عجیب ناقابل فرم سی بڑا ہٹ سنا تھی دی جیسے غلیظ جو ہڑتیں کوئی خالی مٹکا ڈوب رہا
ہو۔ بُو بُجھی تھی۔ غلیظ جو ہڑا یعنی۔

میں اپنے بستر پر لپیٹ گیا۔ اُپر کے بستر میں لیٹا مسافر کروٹیں بدلتا تھا اور
اس کے آہنی پر نگوں کی کسما ہٹ میرے دماغ میں کھب رہی تھی۔ پھر وہ آہستہ
کھانے لگا مگر ایک عجیب حیرانی آزاد کے ساتھ جیسے بوڑھا مینڈک ڑانے کی ناکام کوشش
کر رہا ہو۔ میں کمبل میں منہ لپیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

رات کے کسی پرایا نک نیزی آنکھ مکھل گئی۔ ایک شدید متلی آدر بُچیل رہی تھی
اور پانی کے گرنے کی آواز جیسے کوئی ڈھیلاٹیں بہہ رہا ہو.... میں نے سراٹا کر کر ادھر
اُدھر دیکھا۔ تاریک ہال کے وسط میں کھڑا ایک رختا ہوا جسم، سر جھکائے کچھ بے انتیارا
ہو کر اپنا مشانہ خالی کر رہا تھا....

"ہے... میں سچنا" تم تا ملٹ نہیں جا سکتے؟"

وہ اُسی طرح کھڑا الرزتا رہا۔ اپنے آپ کو خالی کرتا رہا۔ بُڑا تارہا... بُتی بستروں
میں حرکت ہوئی مگر دہان سے صرف بکی بکی ڈکار نہ آوازیں آئیں، کوئی کچھ نہ بولا۔ میں
منہ میں رومال بخونش کر پھر لپیٹ گیا۔

چیخ آنکھ کھلی تو ایک چُدت جسم کی اوہیہ عمر خورت ایک لمبے بُرش کی مدد سے
فرش کا متاثر شدہ حصہ دھور رہی تھی، میں نے اسے پچھلی شب کے بارے میں بتایا۔

”یہ بے چارے کچھ نہیں کر سکتے“ وہ برش کو فینائل کی بالٹی میں ڈبو کر تاؤف سے کھنے لگی ”مجور ہیں“

ناشتر کے لئے ڈائنسنگ روم میں داخل ہونے والا میں پہلا شخص تھا میں نے میز پر ہاتھ پھیرا، اس پر میل کی تہ جبی ہوئی تھی۔ ہال کی صفائی کرنے والی عورت اندر آئی۔ ایپریل باندھ کر کاونٹر کے پیچے بھکی اور پھر میری میز پر آگر کافی کا ایک مگ اور جام کی ایک پلیٹ رکھ دی کافی نیچ ہو چکی تھی اور اس میں بھی بُو تھی۔

جام کا مزائی پھر ایسا تھا۔

آہستہ آہستہ ڈائنسنگ روم بھرنے لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ مخصوص باندھ جاس عمارت کے رگ بڑے میں تھی تیز ہونے لگی وہ ایک ایک کر کے آرہے تھے جیسے اپنے جنازے کو خود کا نہ حادثے رہے ہیں ... پاؤں گھٹیتے، بڑرا تے ... میز دل کے گرد بیٹھے ہوئے بوڑھے مجھے دیکھتے تھے۔ آنکھیں بھولی ہوئی اور مردہ چہرے بگڑے ہوئے جیسے ناقص آئیزو میں سے جہانک رہے ہوں یا رہنگے جسے کوتندہ میں ڈال کر فوراً انکال لیا جائے تو اس کے خدوخال پھل کر بگڑ جاتے ہیں۔ وہ سب استثنے بوڑھے تھے کہ ان میں بولنے کی سکلت بھی نہ تھی۔ وہ متلی آور باندھ ان کے لگتے ہوئے بویدہ نیم مردہ گوشت میں سے آرہی تھی ایک بوڑھا پاؤں گھٹیتا ہوا آیا اور میرے سر پر کھڑے ہو کر کسی ذریعہ ہوتے ہوئے چیوان کی طرح غال غال کرنے لگا میں دراصل اس کی مخصوص نشست پر بیٹھ گیا تھا اور وہ استجراج کر رہا تھا.... باقی بوڑھے بھی مجھے دیکھتے تھے یا صرف میری طرف دیکھتے تھے کیونکہ ان میں سے بیشتر کی بنیادی بھی نہ ہونے کے برابر تھی میں امتحا اور ناشتر کی ادائیگی کر کے باہر آگیا۔

کیسینو پلاتز برلن کا سجارتی مرکز ہے.... پھر کے درمیان میں ایک بزرگہ نما جگہ پر مختلف اداروں کے دفاتر ہیں اور ان کے آس پاس ٹرینیک رواں رہتی ہے... اسی بزرگی میں جپسی کا دفتر ہے اور اس کی تمام دیواریں ایلوڈ مونیم اور شیشے کی ہیں... وہ بیک وقت دو طیلی فون مجھکتا رہی تھی اور ساتھ ساتھ فوش بنارہسی تھی۔ مجھے اندر آتا دیکھ کر اس نے دونوں پر ٹکروں کے آگے منہ لا کر کوئی مشترکہ محدودت کی اور فون بند کر دیئے۔

”کیسے سوئے؟“

میں نے پھلی شب اور ڈائٹنگ روم کی کراہت آمیز تفصیل سنائی۔

”ہمارے ہاں اول ڈیپلے ہوم تو موجود ہیں مگر ان میں مجھی رہائش کے لئے خاصی رقم درکار ہوتی ہے چنانچہ غریب اور بے اکسرابوڑھے اس قسم کے سستے اور نیرات سے چلنے والے ہو سکوں میں پڑے رہتے ہیں۔۔۔“ جپسی نے ایک اخباری اور غیر مندرجہ انداز میں بتایا۔

”لیکن وہ صرف بوڑھے نہیں تھے۔ ان کے جسموں سے زوال کی بوائختی تھی۔“
”گوشت بوسیدہ ہو کر گرنے کو تھا۔“

”وہ مصنوعی جسم ہیں“ وہ بولی ”ڈاکٹر انہیں طرح طرح کے بیکوں اور داؤں کے سماںے زندہ رکھتے ہیں... تمہیں معلوم ہے کہ سونپنے لئے ایک دیل فیورسٹیٹ ہے اور ہم لوگوں کو آسانی سے مرنے نہیں دیتے...؟“

میں نے اُسے اپنے ہاں کے عمر سیدہ لوگوں کے بارے میں بتایا جن کے چہرے غربت کے باوجود درشن رہتے ہیں اور جن کی موجودگی میں ہمیشہ سادگی کی آزادہ منکر ہوتی ہے۔

”اصل فرق تھا فیا ہمسانگی کا ہوتا ہے... یہ لوگ تنہا ہیں اور کوئی بھی ان کے قریب نہیں جاتا۔ تمہارے ہاں کے بوڑھوں کو میں نے اکابر اپنی اولاد کے دریاں پایا ہے“

”تم بھی تو تنہا ہو جپسی...“

”میں؟“ وہ بے تحاشا ہنسی... لیکن اس ہنسی میں کہیں کہیں کوشش تھی جیسے ایک اداکارہ نہستا ہے“ نہیں نہیں یہ میرا مسئلہ نہیں ہے... میں تو روزاں درجنوں بکھر سینکڑوں لوگوں سے ملتی ہوں... اور اتنے فون، فائلیں، دفتر اور پھر رخسار... یہ فون کی گھنٹی بھی“ اوه... میں پندرہ منٹ میں فارغ ہو جاؤں گی۔ تم اتنی دیر کے لئے اپنے آپ کو مصروف کرلو...؟ اس نے تیزی سے کہا اور فون پر کسی کاروباری گفتگو میں مگن ہو گئی۔ میں اخبار دیکھنے لگا۔

کیسینر پلاتز کے جزیرے میں بیٹھ کر ٹرینیک بے آزار لگتی تھی....

ٹھیک پندرہ منٹ بعد اس نے دفتر بند کیا اور ایک بھاری بیگ مجھے دیا۔

”اس میں تمہارا ذریعہ ہے“ اور ہم باہر گر کار میں بیٹھ گئے۔

”سب سے پہلے رخسار کی خیریت معلوم کرتے ہیں“

رخانہ مزے میں تھی... پھوٹا سا شفاف ڈربے، خراک کے لئے چمکتی پلٹیں اور پیالے... ادا یک نوجوان رُس جو ہر دوسرے لمحے اگر اسے "ماںی ڈارنگ بے بنی" کہتے ہوئے تھیکتی اور جیلی جاتی۔ اس کی دُم پر ایک دو گردہ کی سفید پٹی بندھی ہوئی تھی اُس ہوشیل کا کوئی بھی بوڑھا اس ڈربے میں رہنے کے لئے رخانہ کے چاروں پاؤں چاٹتا... جپسی نے اسے دٹا من کی چند گولیاں کھلائیں اور ہم جانوروں کے ہسپتال سے باہر آگئے۔

اس کے بعد ہم جپسی کی چھوٹی بہن سیون کے گھر گئے۔ مخواڑی دیر میٹے، کافی کا ایک مگ پیا اور باہر آگئے۔

"اور اب ہم کپنک کے لئے شہر سے باہر ایک کائچ میں چلیں گے جو ہمیزے بھائی کا ہے مگر ان دونوں خالی پڑا ہے..."

دن منٹ کی ڈرائیور ہمیں برلن سے باہرے آئی... ایک چھوٹی سی سڑک جو ایک منقفر پہاڑی پیٹھی ہوئی تھی... ہم اس سڑک پر ڈرگے، چند روز سے بارش نہیں ہوئی تھی اس لئے کناروں پر دھول تھی... اس پہاڑی پر متقول لوگوں کے دیک اینڈ کاٹج تھے لیکن میں نے کہیں بھی کسی شخص کو نہ دیکھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سب لوگ اپنے اپنے کار و بار اور پیشیوں میں اتنی شدت سے مصروف ہوتے ہیں کہ دن کے وقت ان گھروں میں کوئی بھی نہیں ہوتا... کئی کائچ تو بالکل بے آباد لگتے تھے۔ گر دا لود راستے کے آخر میں لکڑی کا ایک بوسیدہ پھانک تھا جو زر اساد حکیم سے کھل گیا۔ کائچ کے اس پاس قرآن گھاس سرسر ا رہی تھی اور لکڑی کی دیواروں سے خود روپیلیں چمٹی ہوئی تھیں... ۰

"اُدھر دھوپ میں بیٹھتے ہیں"

اُدھر ہماری آہٹ سے گھاس میں لرزش پیدا ہوئی اور ایک طویل قامت

سنہری بالوں والی بھری بھری خاتون کھڑی ہو گئی۔ پھر بیٹھ گئی۔ دوبارہ کھڑی ہوئی تو تو یے میں اپنی ہوئی تھی۔

بیپی نے ایک زہر آلو د مسکراہٹ اس کی جانب پھینکی اور دوچار فقرول کے تباولے کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئی۔ میرے بھائی کو جانے بڑا گوشت کیوں پسند ہے... اس کی داشت ہے، مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ گوشت آج ہی میاں دھوپ سینکے آجائے گا۔“

کار میں دوبارہ بیٹھ کر وہ انگلی سے ناک چھکنے لگی۔ اب کہاں جائیں؟

”دوپر ہو چکی ہے۔ کہاں یہیں کار میں بیٹھ کر ہی کھا لیتے ہیں۔“

”نمیں نہیں۔“ اس کی حاکمیت جاگ اُٹھی۔ ہم کسی دندرفل مقام پر پکنک مٹا لیں گے... مثلاً۔ مثلاً۔ اس کا چھرہ یکدم کھل اُٹھا اور آنکھیں شرارت سے چکنے لگیں مجھے بالکل معلوم ہے کہ ہمیں پکنک کے لئے کہاں جانا ہے۔“

.....
بیپی کی کار دھول اڑاتی پہاڑی سے یخچے آئی اور ایک شاہراہ پر روان ہو گئی۔

ٹرینک بہت کم تھی۔

ایک قبیلے سے گذر ہوا اور پھر ہم ایک جیل کے ساتھ ساتھ سفر کرنے لگے۔

”ہم کہاں جا رہے ہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”دواپس۔“ اُس نے کہا۔

اولین بھرپول کا میدان اب بھی سرسبز تھا۔

دہی سفید نشست اور بیتیناً دہی پر سکون نہ رج جھیلوں کے درمیان بھتی تھی۔

یہنگ فرا کی چوٹی دوپر کی دھوپ میں آئینہ بنی کھڑی تھی۔۔۔ بزرے کی تازہ ہمک اور پانی کی فم آلو د قربت ہوا میں تھی۔۔۔

جیسی نے سفید نشست کی سطح پر انگلی پھیرتی گرد تھی۔

وہ اس پر روماں بچھا کر قدر سے بے آرامی سے بیٹھ گئی "آؤ بیٹھ جاؤ"

"میں اس منظر کو پہلی مرتبہ دن کی روشنی میں دیکھ رہا ہوں" میں نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا۔

"میں بھی اُس کے بعد پہلی مرتبہ یہاں آئی ہوں...،" وہ بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔ میں نے اُس ڈھلان کی طرف دیکھا جہاں شاید صدیوں پہلے میرا خیہ تھا۔

"یہ تم نے ڈھلان پر خیہ کیوں لگایا ہے۔ میں کھٹک جاتی ہوں"

اور میں نے جیسی کی طرف دیکھا اور یہ عجیب بات ہے کہ پہلی مرتبہ دیکھا۔ یعنی اُس رات جب ہم اس نہر کے کنارے ستھے ادا یک روشن کشی گذرتی تھی تو میں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اور اب میں اُسے پھر دیکھ رہا تھا... وقت نے اُس کے پھر سے پر اپنے نشان پھوڑے ستھے لیکن میں ان نشاذوں کے پیچے دیکھتا تھا۔ اور شام اُس نے بھی مجھے پہلی مرتبہ دیکھا۔

"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں" وہ سفید نشست پر انگلی پھیرتی رہی کیا تم پچھے اپنی شادی شدہ زندگی سے بہت خوش ہوئے؟

"میں مطمئن ہوں...؟"

"ہوں...؟ اس نے سر ہلا کیا تو پھر ٹھیک ہے...؟"

"کیا ٹھیک ہے؟"

"کچھ نہیں...؟"

وہ نشست کے آخری سر سے پر بیٹھی اُس کی گرد آ لو سطح پر انگلی پھیرتی رہی... وہ کبھی کبھار مجھے دیکھتی... اور مجھے کچھ ہوتا... جو کچھ کئی برس پہلے یہاں ہوا تھا۔ کیا وہ ہم ستھے جن کے ساتھ وہ سب کچھ ہوا....

میں اس کے ساتھ بدل دیا اور سہم بڑی دیر تک خاموشی سے یہاں فرو کی طرف دیکھتے رہے... پھر اس نے میری گولن پر تھیلی رکھ کر مجھے اپنے قریب کیا اور میرے ہونٹ نم ہوئے... اور دھر تھرا ائے... ایک بھجک تھی۔
جیسی پیچھے ہو گئی "کیا ہوا؟"

"پستہ نہیں لیکن میں بھی اب وہ نہیں ہوں... میرا بد ن تمہارے لئے کے باوجود ٹھنڈا رہتا ہے...؟"

ہمارے درمیان خاموشی کا ایک اور وقفہ آیا۔

"تم مجھے کہیں سے ایک بچہ لا کر نہیں دے سکتے؟" یہ فقرہ اُس نے اتنی تیزی سے ادا کیا جیسے اس کا ہر لفظ ایک گھری کھافی ہو جس پر سے وہ تیزی سے گذر جانا چاہی تھا۔
"تم یقیناً اپنی خواہش یاد رکھتی ہو۔"

"ہاں اور کیا تم نے میری خواہش پوری کر دی تھی؟...؟"

"میں اس وقت اتنا عمر تھا کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اس قسم کی خواہش کوں طرح پورا کیا جاتا ہے...؟"

اس کے پیلے پڑتے دانت باریک ہونٹوں میں سے جھانکے "تم بہت احتیاط برستے رہے... مجھے تم سے یہی شکافت ہے کہ تم نے میری خواہش پوری کر کی..."
"تمہیں جیسی...؟" کیا عجیب باتیں کر رہی ہے یہ خاتون، میں نے سوچا... ایک وقت تھا کہ یہ میرے لئے سے بد کرنے لگی تھی۔ پورے ماضی کوں کھوں کی بیوقوفی سے تیر کرتی تھی اور اب خود ماضی کی طرف پلٹ گئی ہے اور اس میں وہی خواہشیں اور دھمکی ہذبے دوبارہ بیدار ہونے لگے ہیں... یہ کیا دائرہ ہے!... شروع کہیں سے ہوتا ہے۔
پھر دور ہو جاتا ہے اور آخر میں پھر اس کے سرے مل جاتے ہیں۔

"ہاں مجھے... وہ اس وقت ہمارے ساتھ ہوتا... تمہارے جتنا جب تم آئے

تھے...“

”جب تم میرے دہن میں تھیں تو...؟“

”ہاں اُس وقت میں نے بھی حسوس کیا... میں نے زندگی میں تمہارے لئے جو حسوس کیا وہ تم سے کہہ دیا... ہمیشہ... مٹھیک ہے میں اور تم اپنی اپنی جگہ اپنے حالات کے مقابلے ایک دوسرے کے لئے مختلف احساس رکھتے رہے لیکن ہم ایک دوسرے سے کبھی خالی نہیں ہوئے... ہمارے درمیان کچھ نہ کچھ ہوتا رہا... مجھے واقعی ایک پچھہ چاہئے۔ میں اسے شزادوں کی طرح پالوں کی...؟“

”کوئی بھی اور کسی کا پچھہ؟“

”ہاں... لیکن... اگر تم... خیر شاہد یہ ممکن نہ ہو تمہارے لئے... دیکھو میں نے پاکستان میں بے شمار لاوارث پکے دیکھے ہیں۔ کیا تم ان میں سے کسی ایک کویاں بھجوائے کا انتظام نہیں کر سکتے؟“

”تم بہت ہی مصروف زندگی بس رکر رہی ہو بپسی اور بہت ہی خود علماً... پچھے کی پرورش کے لئے وقت چاہئے... اور غلامی چاہئے؟“

”میں اتوار کو بالکل فارغ ہوتی ہوں اور اکثر شاموں کو بھی۔ تم نے دیکھا نہیں کہ میں رُخانہ کی کس طرح دیکھ بھال کر رہی ہوں؟“

”میں مسکلے بیٹھنے رہ رکا“ کچھ فرق ہوتا ہے ایک کٹیاں میں... اور انسان کے پچھے میں؟“

”انسان بھی ایک طرح کا جا نظر ہی ہے ناں... میں اُسے بہترین خواہ اور بابس دوں گی۔ دیکھ بھال کے لئے ایک نہ رکھ لوں گی۔ اُسے اور کیا چاہئے؟“

”وہی جو ہوشل میں گھستنے والے غار کرتے بوڑھے اپنی اولاد کو نہیں دے سکے؟“

”آن بڑھوں کی بات مت کرو...“ وہ خوفزدہ ہو گئی ”مجھے معلوم نہ تھا کہ یہاں اس

مک میں بڑھے ایسے حالات میں رہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ”ہوٹل ایڈریس“
میں سامنے وہ ہو سکتے ہیں...”

”ہاں... وہ دونوں عمارتیں ایک ہی کوچے میں ہیں... ایک میں ہم دو فل جوان
ہوئے اور دوسری میں فی الحال میں مقیم ہوں... تم تو یوں بھی ایک امیر خالق ان ہو تھا لہا
بڑھا پاؤں سے بہت بہتر ہو گا...“

”دیکھو“ وہ اٹھ کر ٹھلنے لگی ”میں زیادہ دیر اپنے باپ کی فرم میں کام نہیں کر دیں
گی... میرا جی چاہتا ہے کہ میں نژاد رات کی ایک چھوٹی سی دوکان کھولوں... فیٹ میرا
اپنے اور... اور میرے پاس بہت کچھ ہے... ہم وہ سب کچھ شیرکر سکتے ہیں۔“
”میں شام خوش نہیں ہوں، ہو سکتا ہے میں بہت ہی ناخوش ہوں لیکن... میں
گھر جاتا ہوں تو اس غصہ گھر میں میرے لئے جو بھی احساسات ہیں وہ داغی ہیں... وہ
لحہ بے لمحہ بدلتے نہیں... نہ میں اُن کے لئے بدلتا ہوں... مجھے دہی زندگی درکار ہے
اور اس کے علاوہ کچھ نہیں...“

”آدمیاں سے چلیں... میاں آنا ایک سماقت تھی...“
میں دوسری جانب دیکھ رہا تھا... نہ کے کنارے کی طرف جہاں گھاس تھی گھاس

جو ہمارے جسموں سے دبی تھی۔
میں آگے جا کر کنارے پر بیٹھ گیا... نہ میں پانی روائی تھا اور کناروں کی گھاس بج
اس میں ڈوبی ہوئی تھی بساڑ کے زرد میں اگر وحشی ہوئی جاتی تھی جیسے ہم ہوئے تھے بہارا
بھی یہی خیال تھا کہ ہم بساڑ ہیں... لیکن ہم گھاس تھے... وہیں ایک جگہ پر قید تھے
صرف پانی ہم میں بچل پیدا کرتا تھا... میں پانی کی سطح پر بھکا تو اس میں میری شکل بنتی تھی
اور بنتی تھی....

”کیا دیکھ رہے ہو؟ سطح پر میری شکل کے ساتھ اس کا نقش پانی پر آیا“ نہیں

وہی پانی سدا نہیں رہتے بدلتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ ہم بھی... ہمارے پھرے
اہم ہمارے محسوسات بھی... لیکن ہمارے ساتھ ایک عجیب حادثہ ہوا... ہم نے
کبھی بھی بیک وقت ایک دوسرے کے ساتھ محبت نہیں کی... کی لیکن الگ الگ
کی... جب ہم اس نہر کے کنارے پہلی بار آئے تو میں تمہیں دیکھتی ہی جاتی تھی اور
تم نہیں دیکھتے تھے... اور پھر پاکستان میں مجھے کچھ ہو گیا اور تم میری قربت کے
خواہش مند تھے... اور اب ایک مرتبہ پھر میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ لیکن تم
دور ہو رہے ہو... یہ کیا ہے؟ ہم ایک دوسرے کے ساتھ الگ الگ محبت کیوں کرتے
رہے ہیں۔ ایک ہی وقت میں کیوں ایسا نہیں ہوا؟"

"ایک ہی وقت کے لئے یہ جذبے اتنے شدید تھے کہ ہم شامہ انہیں برداشت
نہ کر سکتے ان کا الگ الگ اور مختلف وقت میں ہونا ہی ہمارے لئے بہتر تھا..."
میں نے اپنے کندھے پر جپسی کا ہاتھ محسوس کیا "آج رات جھیل کھن کے کنارے
آنثازی ہے اور اسے دیکھنے تو آپ جاہی نہیں سکتے... آؤ چلیں..."
پانی کی سطح پر میری شکل بہتی تھی اور بنتی تھی اور اس کے ساتھ جپسی کی شکل
تحتی جو بنتی تھی اور بنتی تھی۔